AL DALILI
Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)
ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.aldalili.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

کورونا وائرس: مسلم سماج کے نفسیاتی و معاشی رُجحان کا تحقیقی مطالعہ

Corona virus: a research study of the psychological and economic trends of Muslim society

AUTHORS

1. Dr. Muhammad Riaz, Assistant Professor, University of Baltistan, Scardu, Pakistan. Email: muhammad.riaz@uobs.edu.pk
2. Dr. Muhammad Hamza, Assistant Professor, University of Turbat, Panjgoor Campus, Balochistan, Pakistan. Email: dr.mhamza86@gmail.com

How to Cite: Dr. Muhammad Riaz, and Dr. Muhammad Hamza. 2022. "URDU: کورونا وائرس: مسلم سماج کے نفسیاتی و معاشی رُجحان کا تحقیقی مطالعہ: Corona Virus: A Research Study of the Psychological and Economic Trends of Muslim Society". *Al-Dalili* 3 (2):17-30. https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/51.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/51
Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 17-30
Published online: 01-01-2022

QR. Code

کوروناوائرس: مسلم سماج کے نفسیاتی و معاشی رُجحان کا تحقیقی مطالعہ

Corona virus: a research study of the psychological and economic trends of Muslim society

[1]Muhammad Riaz, [2]Muhammad Hamza

ABSTRACT:
It is a shining chapter in history that social evolution has always been fueled by human existence and activity. When man came to intellect and consciousness, then the foundations of society were increased by hundreds of bricks and what is history, completely ۔reflect the lifestyle. This is the beauty of history as well as the interpretation of human life. We all know that this world has gone through ups and downs and during this time the people living here have faced various kinds of trials. There is no difference between those people who were the chosen servants of Allah and the leaders of sins. This face of history is also unique because God's close servants have always had to go through trials. While their opponents found worldly comforts and began to adopt worldly ways with ease. Less thoughtful friends like us may decide that those who are not God's servants are rich in luxury and on the other hand they are God's people who are going through trials all the time. It is our outward perception on the basis of which we make decisions. While He, the Creator and Master, knows who is captive of luxury and whose Hereafter is on the verge of destruction. The global epidemic "Corona virus" is a fact of history that has always plagued humanity before it is tested or punished by God. However, the psychological disorders and economic trends observed in human society, especially in the Muslim world, after the onset of this disease are in fact the main topics of this article. Analytical and descriptive research methods have been used for the completion of this article. The title of the article reflects the Pakistani society through "Muslim Society".

Key words: Corona virus, psychological Impact, economic Impact, Muslim society.

تاریخ کا یہ روشن باب ہے کہ سماجی اِرتقاء کو ہمیشہ انسانی بود و باش اور چہل پہل سے جِلا ملی۔ جب جب انسان کو عقل و شعور آیا تب تب معاشرہ کی بنیادوں میں کئی سو اینٹوں کا اضافہ ہوا اور تاریخ کیا ہے، یہ اِنسانی وجدان، عقل اور شعور کی اُس کیفیت کا نام ہے جو باطنیت سے نکل کر عملیات کا مظاہرہ کرے اور اِنسان کے طرزِ زندگی کی مکمل عکاسی کرے۔ یہی تاریخ کا حُسن بھی ہے اور انسانی زندگی کی تفسیر بھی۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ یہ دُنیانشیب و فراز سے گزرتے گزرتے یہاں تک پہنچی ہے اور اِس دوران یہاں بسنے والے انسانوں کو مختلف قسم کی آزمائشوں کا سامنا رہا۔ اس میں کوئی تفریق نہیں کہ اُن انسانوں میں اللہ کے برگزیدہ بندے بھی تھے اور معصیتوں کے علمبردار بھی۔ طول تاریخ کا یہ چہرہ اِس لئے بھی منفرد ہے کہ اللہ کے مُقرب بندوں کو ہمیشہ آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ جبکہ اُن کے مخالفین کو دُنیاوی آسائشیں ملیں اور راحت و سکون کے ساتھ دُنیاوی طور وطریقے اپنانے لگے۔ ہمارے جیسے کم فکر کے احباب شاید فیصلہ ہی کر بیٹھیں کہ وہ جو اللہ کے ناخلف بندے ہیں وہ تو عیش و عشرت سے مالامال ہیں اور دوسری طرف اللہ والے ہیں جو ہر وقت آزمائشوں کی گھڑیاں گزار رہے ہیں۔ یہ ہمارا ظاہری ادراک ہے جس کی

بُنیاد پر ہم فیصلہ کرتے ہیں۔ جبکہ وہ خالق و مالک جانتا ہے کہ کون عیش و عشرت کا اسیر ہے اور کس کی آخرت تباہی کے دہانے پر ہے۔ عالمی نوعیت کے وبائی مرض "کوروناوائرس" اللہ کی طرف سے امتحان یا عذاب سے قبل طول تاریخ کی وہ حقیقت ہے جس کا سامنا انسانیت کو ہمیشہ سے رہا ہے البتہ اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد انسانی سماج خاص کر مسلم دنیا میں جو نفسیاتی عوارض اور معاشی رجحانات دیکھے گئے، دراصل ہمارے اس مقالہ کے بنیادی مباحث ہیں۔ اس مقالہ کی تکمیل کے لئے تجزیاتی و بیانیہ طریقہ تحقیق استعمال کیا گیا ہے۔ مقالہ کے عنوان میں "مسلم سماج" کے ذریعے پاکستانی معاشرہ کی عکاسی کی گئی ہے۔

تادمِ تحریر موذی مرض کوروناوائرس کی تباہ کاریاں اور نقصانات جاری ہیں۔ عالمی سطح پر لاکھوں افراد اِس موذی مرض سے مُتاثر ہو چکے ہیں جبکہ پندرہ لاکھ کے قریب افراد موت کی وادی میں چلے گئے ہیں۔ اب تک کی دستیاب معلومات کے مطابق اِس کی ویکسین تو بنی ہے البتہ مذکورہ ویکسین کے موثر ہونے کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ خدشہ یہی ہے کہ جلد یا بدیر بھی ویکسین کے موثر ہونے کے بارے میں اشکال برقرار رہے گا۔ فوری طور پر اِس مرض کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے جو ہدایات جاری ہوئی ہیں وہ اِحتیاط اور سوشل لاک ڈاؤن (سماجی فاصلہ) ہے۔ مسلم سماج (پاکستان) سمیت پوری دُنیا میں سماجی فاصلہ پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔ بلاضرورت گھروں سے باہر نکلنے پر سخت پابندی ہے، جبکہ تمام اِحتیاطی تدابیر کو بروئے کار لانے کی کاوشیں ہو رہی ہیں۔ کوروناوائرس کی آمد اور اثرات کے بعد مسلم سماج میں جہاں سراسیمگی اور خوف پیدا ہوا وہی بعض لوگوں میں خوف پیدا نہ ہونے کی صورتِ حال بھی دیکھی گئی۔ اس قسم کے رُجحان رکھنے والے اکثر وہ لوگ ہوتے تھے جو اپنی تئیں ایماندار اور دیندار جیسی خصلتوں سے متصف سمجھتے تھے۔ اُصولی طور پر کوروناوائرس سے متعلق مُسلم سماج میں دو رُجحانات پائے گئے:

اول: حقیقت پسندانہ رُجحان

پہلا رُجحان حقیقت پسندانہ تھا۔ اس طبقہ میں شامل لوگوں کو یقین تھا کہ ہاں! دُنیا اِس وقت خطرناک وبائی مرض میں مبتلا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اِس مرض کی تباہ کاریاں بڑھتی جارہی ہیں۔ یہاں تک کہ لاکھوں لوگوں کی اموات کوئی آسان اَمر نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کی ہر چھوٹی، بڑی آبادی اِس مرض سے متاثر ہے، جوں جوں مرض بڑھتا جارہا ہے تب تب اموات کی شرح میں بھی اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ اِس طبقہ کی ذہنی کیفیت سہمی سی ہونے کے باوجود اِحتیاط کی پرتُو نظر آئی۔

دوم: غیر حقیقت پسندانہ رُجحان

دوسرا رُجحان حقیقت سے سر مو انحراف اور بدیہی اَمر سے آنکھیں موند لینے والا نظر آیا۔ اِس طبقہ میں شامل افراد کی ذہنی کیفیت حقیقت سے عاری اور انکار کی عادی تھی۔ لاکھوں لوگوں کی اموات اور کروڑوں لوگوں کا اِس وبائی مرض میں مبتلا ہونا اُن کے نزدیک جھوٹ پر مبنی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ دُنیا کی ایک بڑی آبادی کو بے وقوف بنانے کی سازش ہے [1]۔ بعض دیگر لوگ اِس قدر پیشگوئی کے دلدادہ نظر آئے کہ اِس مرض کو بھی مسلمانوں کے خلاف سازش قرار دے ڈالا [2]۔ شاید اِس طبقہ میں شامل افراد کسی بھی موذی مرض کو تاریخی پسِ منظر سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ طبقہ ہر چیز کو دین اور مذہب کے ترازو میں تولنے کی کوشش کرتا ہے، جو اُن کے دماغ میں ہے اُن کو آشکار کرنے میں کبھی خوف محسوس نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے نزدیک کوروناوائرس کی موجودگی اور پھیلاؤ پر ایمان رکھنے والا کمزور ایمان کا حامل ہوتا ہے۔

ذرا اِس نظریہ کے حامل افراد کا نقطۂ نظر ملاحظہ کیجئے: "ایمان کی کمزوری نے مسلمانوں کو کسی بھی چیز کے رہنے نہیں دیا۔ جب موت آنی ہے تو پھر کورونا وائرس سے آنے والی موت سے کیا ڈرنا؟ اگر اُس جانب سے موت نہ سہی تو اِس جانب (کوروناوائرس) سے موت آگئی تو کیا ہوا، مرنا تو ایک دن ویسے بھی ہے۔"[3]

فرض کرلیں کہ موت کا وقت مقرر ہے اور انسان نے ایک دن اِس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ کیا اِسی بات کو بُنیاد بنا کر کہ ایک دن ویسے بھی مرنا ہے، کسی بیماری کا علاج تلاش نہیں کرنا چاہیے؟ اس لئے کہ جب مرنا لازم ٹھہرا اور اگلی جہاں کے مسافر ہیں تو پھر فکر مند ہونے کی نوبت نہیں آنی چاہیے۔ کوروناوائرس کے پھیلاؤ کے بعد مسلم سماج میں ایک طرح کا خوف طاری تھا۔ جس طرح متمدن دنیا میں احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہونے کی کوششیں ہوئیں وہی مسلم سماج میں بھی جاری تھیں، لیکن اس کے باوجود لوگوں کے افکار حقیقت سے پَرے اور اللہ تعالیٰ پر خود ساختہ اعتماد کی واضح جھلک نظر آرہی تھی۔ اسلام جس کے مسلم ریاستوں کے باسی اعتقاد رکھنے کے دعویدار ہیں، اُس میں صریحاً ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان و اعتماد اپنی جگہ لیکن بیمار ہونے کی صورت میں علاج کی طلب ہر حال میں رہتی ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن اسامة بن شريك، قال: قالوا يا رسول الله افنتدوى قال نعم يا عبادالله تداووا، فان الله لم يضع دآء إلا وضع له شفاء غير دآء واحد الهرم[4]

ترجمہ: اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم (بیماری کا) علاج کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو دوا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کے لئے علاج بھی رکھا ہے، صرف ایک مرض کا علاج نہیں ہے اور وہ بُڑھاپا ہے۔

علاج و معالجہ کی ترغیب اس حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ بیمار ہونا کوئی معیوب عمل نہیں اور اس اعتقاد کو دل میں بسا رکھنا کہ جب مرنا ہی ٹھہرا تو پھر موذی امراض سے احتیاط برتنا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا، یہ بھی عقل و منطق سے عاری عمل ہے۔ اس لئے کہ مسلمان جس دین کے پیروکار ہیں وہ انسانی زندگی سے وابستہ تمام اُمور کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ دین ہمیں صلاح دے رہا ہے کہ تم بیمار بھی ہو جاؤگے تو علاج و معالجہ کا اہتمام بھی ہوگا۔ اسلام غیر منطقی اور دنیاوی اوامر سے ہٹ کر اعتقاد رکھنے کا حکم ہمیں قطعاً نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ وہ دین انسانی فطرت و ضرورت کا منکر کبھی واقع نہیں ہوا۔

سماج میں جاری مندرجہ بالا دونوں کیفیات ہماری موجودہ زندگی کی حقیقی عکاسی کرتی ہیں۔ بحیثیتِ معاشرتی اِنسان ہم نے ہر چیز کی قبولیت کو جذب کرنا گوارہ نہیں کیا۔ ہر مسئلے کو صرف اِس لئے متنازع بنالیتے ہیں کہ وہ مسئلہ ہمارے فہم و فراست سے کوسوں دُور اور ذہنی سطح سے بہت بُلند نظر آتا ہے۔ کوروناوائرس کے پھیلاؤ اور موجودگی کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے والے شاید اِس ادراک کو سمجھنا نہیں چاہتے کہ دُنیا میں وبائی امراض کی ایک طویل تاریخ ہے اور اس دوران لاکھوں، کروڑوں انسان وبائی امراض کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں[5]۔ وہ طبقہ کہ جس نے کورونا وائرس کو خوف کی علامت قرار دیا اور کئی ایام گھروں پر محیط رہا، اُس کا طرزِ عمل موجودہ صورت حال کے مطابق عین تقاضا تھا اور اِحتیاط سے بھی اوپر ایک ایسی روش تھی کہ جس نے معاشرے کو مزید "کورونا زدہ" ہونے سے بچالیا[6]۔ وہ طبقہ جو اس بات پر مُصر تھا کہ کوروناوائرس جیسی

وباء سِرے سے ہے ہی نہیں، اُس نے لاکھوں لوگوں کی اموات کو اِس لئے نظر انداز کیا کہ وہ عینی شاہد نہیں تھا۔ اُس نے خبروں اور تبصروں پر ایمان نہ لانے کی قسم کھالی تھی۔ بعید نہیں کہ یہ طبقہ کوروناوائرس سے ہوئی کسی بھی موت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ طبقہ سمجھتا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے دائرہ اسلام میں آنا گوارہ نہ کیا وہ دُنیا میں بھی عذاب کا مستحق ہے اور آخرت میں بھی گھاٹے کا حقدار ہوگا۔ یہ فیصلہ کرنے سے قبل ایک بار بھی نہیں سوچا جاتا کہ آیا اُس انسان کی فکر اور تدبر بالکل ایسی ہی ہے جیسے وہ اسلام کے بارے میں اختیار کرتا ہے۔ یعنی ضروری تو نہیں کہ ہر انسان جو اسلام کی تعلیمات کو بظاہر قبول نہیں کرتا کیا پتہ کہ وہ لاشعوری طور پر اسلام کی تعلیمات کو اپنانے میں ہر اوّل دستے کا کردار ادا کرتا ہو۔ مثال کے طور پر اسلام کی بنیادی تعلیمات کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ یہاں تدبّر و تفکّر کو وسیع معنوں میں بیان کرتے ہوئے اُس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ قطعِ نظر کہ غور و فکر کرنے والا انسان مذہبی اعتبار سے کون ہے۔ دُنیا جہاں کے لوگوں کی طرف نظر دوڑایئے اور مشاہدہ کریں کہ کس طرح بعض مذاہب کے دانشور حضرات اپنی پوری ذہانت، کھوج، چھان بین اور تحقیق میں صرف کرتے ہیں۔ یقین ہے کہ ان حضرات کی نظروں سے یقیناً قرآن کا وہ اُصول ضرور گزرا ہوگا جس میں تفکّر و تدبّر کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے[7]۔ اس اعتبار سے کہ انسانی جبلت کا اہم حصہ سوال کے بعد اُس کے جواب کو کھوجنا ٹھہر جاتا ہے، پھر جو قوم بھی سوال و جواب کی طرف مُلتفت ہوگی وہ میدانِ عمل کی فاتح قرار پائے گی۔ اب اس طبقہ کی طرف سے اُس قوم کو خدا کی ناخلف سمجھنا اور نعمتوں سے محروم جاننا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایک ایسی صورت حال میں جب ایک طرف مُسلم سماج ہے جو غور و فکر کو شیوہ بنانے کے بجائے زبانی کلامی اللہ سے قُربت کا دعویدار ہے اور دوسری طرف وہ قومیں بھی ہیں جو ہر نئے مسئلہ کی پیشگی کی صورت میں نئی تحقیق کو لازمی سمجھتی ہیں وہ کیونکر اللہ کی رحمتوں اور عطائیگی سے محروم رہیں گی؟

کوروناوائرس کی یلغار کے بعد مُسلم سماج اور متمدن دُنیا میں ایک فرق واضح محسوس کیا جانے لگا۔ متمدن دُنیا نے اس مرض کے خطرات کو فی الفور بھانپ لیا اور ضروری اقدامات کے تناظُر میں شہروں کی ناکہ بندیوں (لاک ڈاؤن) سے لے کر انفرادی طور پر سماجی فاصلہ و مُقاطعہ جیسے اُمور انجام دیئے گئے[8]۔ جبکہ مسلم سماج میں پہلے پہل تین اقدامات نظر آئے:

اول: وہ مکمل طور پر تماشہ بین نظر آئے۔ اُن کا خیال تھا کہ مذکورہ مرض چین کی حد تک ہے۔ دیگر علاقوں تک اِس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ شاید مُسلم اُمہ کو یقین کی حد تک اطمینان تھا کہ کوروناوائرس مسلمانوں کو اس لئے مُتاثر نہیں کر سکتا کہ وہ بظاہر حرام سے اجتناب کرتے ہیں اور حلال کی کھوج میں ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

دوم: وہ مزاح شناس واقع ہوئے۔ خطرناک مرض کو لے کر چُٹکلے وضع کرنا، جعلی اور سطحی ٹوٹکوں کی نشاندہی کر کے بے نیازی کا اِظہار کرنا اس قدر عام تھا کہ گویا مسلم سماج کے خود ساختہ سائنسدان اور طبیب حضرات چین کو صلاح دے رہے تھے اور اُن سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے نشان کردہ نُسخوں کی قدر جانیئے، فائدہ بھی ہوگا اور مریضوں کو افاقہ بھی ہوگا۔ اس سلسلے میں جن ٹوٹکوں کا بار بار تذکرہ آیا وہ پیاز اور نسوار تھے۔

سوم: کوروناوائرس کی سرایت کے بعد ہم ہی میں سے ایک طبقہ اس ضد پر ڈٹا رہا کہ چین کو بالآخر عذاب میں مُبتلا ہونا ہی تھا۔ اللہ نے اُن کو سبق سیکھانے کے لئے مذکوہ مرض بطور عذاب نازل فرمایا ہے۔

جوں جوں مرض میں اضافہ ہوتا گیا لوگوں کے اذہان بھی تبدیل ہوتے گئے۔ خاص طور پر مُسلم سماج میں اِس مرض کی آمد کے بعد خدا کی یاد بہت ستائی۔ مسلمانوں کو اب احساس ہونے لگا کہ اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ عبادت کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ کہاں یہ کہا جارہا

تھا کہ کوروناوائرس کی شکل میں ایک عذاب نازل ہوچکا ہے۔ اب ایک دم سے موقف کی تبدیلی دیکھی گئی۔ اب یہ مرض عذاب نہیں تھا۔ اب یہ آزمائش کی سند حاصل کر چُکا تھا۔

مسلم سماج میں خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں یہ روش عام ہے کہ یہاں ہر بات کو تجربے کے طور پر اور مذاق کی بناء پر لیا جاتا ہے۔ شروعات میں جب کوروناوائرس کی علامات ظاہر ہورہی تھیں اُس وقت سوشل میڈیا میں ایک طوفانِ بدتمیزی اور مذاق کی محفلیں گرم تھیں۔ باقی دُنیا میں اِس مرض کو لے کر تشویش بڑھ رہی تھی اور مسلم سماج میں ٹوٹکوں کا سہارا لے کر مذاق پہ مذاق کیا جارہا تھا۔ مثال کے طور پر نسوار اور پیاز کو کوروناوائرس کیلئے مجرب نُسخہ قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ جو بھی نسوار کھائے گا کوروناوائرس سے محفوظ رہے گا۔ یہی تجویز پیاز، لہسن کے بارے میں بھی دی گئی[9]۔ اُس سے قبل جب چین میں اس مرض نے اپنے پنجے گاڑ لئے تو مسلم سماج میں موجود بعض لوگ مدعی ہوئے کہ اللہ کا عذاب ہے۔ بعد میں جب اِس مرض کے اثرات مسلم دُنیا میں بھی ظاہر ہوئے تو قرار دیا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے۔ عذاب اور آزمائش پر یقین رکھنے والی قوم کوروناوائرس کا علاج ڈھونڈنے سے تو رہی البتہ اغیار پر انحصار کرنے کی اُمید آہستہ آہستہ خود کے اندر پیدا کر رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اس کے بغیر نہ تو ہم خود کو اطمینان دلا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی علاج و معالجہ کی صلاحیت ہمارے اندر ہے۔ زیرِ بحث گفتگو میں بعض نِکات نمایاں طور پر بیان کئے گئے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ نِکات آج کے حالات اور جدید تقاضوں کے عینِ مطابق ہوں گے۔ جیسا کہ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ ان کے پاس قرآن جیسا ازلی ہدایت نامہ ہے اور اُس کی موجودگی ہمیں کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر غیر مسلم ملک میں کسی آفت یا مرض کی موجودگی ہے تو بعض مسلمان سمجھتے ہیں کہ اُس کی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ حالانکہ غور کریں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح ایک مسلمان اللہ کا بندہ ہے اُسی طرح غیر مسلم فرد بھی اللہ کا ہی بندہ ہے اور یہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو دینے میں، نوازنے میں کسی بھی قسم کے غیر مساویانہ عمل اِختیار نہیں کرتا۔ وہ سب کو برابر دیتا ہے اور سبھی کو ایک ہی پہلو سے نوازتا ہے۔ اب جبکہ موذی مرض میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور یہ اضافہ کسی تفریق کے محتاج نہیں ہے۔ مسلم ہوں کہ غیر مسلم، سبھی اس خطرناک موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی اِس مرض سے متاثر ہوئے ہیں جو قبل ازیں کوروناوائرس کی موجودگی اور پھیلاؤ پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ (حوالہ ہم سطور بالا میں دے چکے ہیں) اگر مرض کا پھیلنا اور اِنسانوں کا جوق در جوق اِس سے متاثر ہونا عذاب ہی ٹھہرا تو پھر مسلم سماج کے باسی بھی مسلمان ہونے کے باوجود اِس موذی مرض میں مبتلا ہیں اور اُس نظریئے کے مطابق گویا وہ بھی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ دوسری اہم بات کہ جس کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جدید میڈیکل سائنس بار بار تنبیہ کرتی ہے کہ روزمرہ کے اُمور میں اِحتیاط لازمی ہے۔ لوگوں سے مصافحہ کرتے وقت، معانقہ کرتے وقت اور بغلگیر ہوتے وقت تمام تر صورت حال میں اِحتیاط کو برتنا ہی انسان کے لئے شفاء ہے۔ اِس نازک مرحلے میں یہ خیال کرنا کہ مسلمان کسی شے سے نہیں ڈرتا، وہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھے تو کوئی بھی رُکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی، زمینی حقائق سے منہ چرانے کے مترادف ہے۔ یعنی کہ ایک طرح سے یہ خیال دل میں پیدا کرنا کہ مسلمان دل سے جری ہوتا ہے۔ طوفان آئے، آندھی آئے، موذی امراض کا سامنا ہو یا میدانِ جنگ ہو ہر صورت میں سینہ سپر ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ کی مدد اور نصرت سب سے عظیم شے ہے، وہ مالک و رازق و خالق اور مُسبب الاسباب ہے، اس میں کوئی شک و شُبہ نہیں ہے لیکن کیا اُس اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ کچھ بھی نہ کرو، ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہو، بس! صرف اللہ کا نام کافی ہے؟ اگر ایسا کوئی نظریہ ہے تو الحمد اللہ یہ بہت بہترین نُسخہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو کچھ

کر گزرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن طولِ تاریخ اور اسلاف کی روش کو دیکھتے ہوئے اِس بات پر یقین کرنے کو دل نہیں کرتا۔ اسلام کے عظیم پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی ترسٹھ سالہ زندگی کا مطالعہ ہی اس بات کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ مسلم علمی شہ پاروں میں ذکر ہے کہ کسی بھی مسلمان سے زیادہ آنحضرت ﷺ اللہ کے قریب تھے[10]۔ بلکہ یہ بھی راسخ عقیدہ ہے کہ یہ کائنات خود اللہ کے نبی ﷺ کیلئے خلق کی گئی[11]۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کو محنت کرتے ہوئے، مشقت کا بار اُٹھاتے ہوئے اور بعض اوقات مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے دیکھا گیا[12]۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا مبتلا بہ مرض ہونا ماحول اور موسم کی وجہ سے ہو، اس لئے کہ بعض اوقات معاشرے میں بیماریاں خصوصاً وبائی امراض ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقل ہوتے ہیں۔ جب تک کہ منتقلی کے اِس عمل کو رُوکنے کا کوئی نسخہ تیار نہ ہو، کسی بھی غیر جانب دار شخص کے نزدیک عذاب یا آزمائش کا فیصلہ کرنا عجلت پسندی ہو گی۔ ماحول اور موسم کے اعتبار سے کسی شخص کا مرض میں مبتلا ہونا اُس کے گناہ یا نیکی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ہر اِنسان مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جب دُنیا کی سب سے عظیم اِنسان (محمد ﷺ) بھی بعض اوقات بیماری میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو پھر ایک عام بندے کا مرض میں مبتلا ہونا کوئی معیوب بات نہیں ہو سکتی۔

اس وقت عذاب اور آزمائش کی نشاندہی کئے بغیر ہم ایک تیسری صورت کو بیان کر دیتے ہیں اور وہ صورت صحت کے اُصولوں سے بے اعتنائی بھی ہے۔ جیسا کہ مسلم سماج کا بنیادی اُصولوں میں سے ایک اہم اُصول صفائی بھی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ أَوْ: تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ۔۔۔۔[13]

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی ایمان کا جزو ہے، اللہ کی حمد میزان کی بھرپائی ہے، اللہ کی تسبیح و حمد زمین و آسمان میں کو بھر سکتی ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر روشنی ہے، قرآن تمہارے لئے اور تمہارے اوپر حجت ہے،......

اسلام کے اس ازلی حکم کی تشریح لاشعوری طور پر ہو رہی ہے اور لوگ عملی طور پر اس کی مثال بن رہے ہیں۔ پوری دُنیا کو اس مسئلہ کا ادراک ہے کہ کورونا سے بچنا ہے تو چند احتیاطی تدابیر کے علاوہ بار بار ہاتھوں کی صفائی، آس پاس کے ماحول کی پاکیزگی کا خیال رکھنا ازبس ضروری ہے۔ یاد کریں کہ اسلام تعلیمات کا ایک باب "طہارت" بھی ہے[14]۔ کس قدر واضح اور انسان دوست احکامات ہیں۔ آج کی خود ساختہ دُنیا کے کرتا دھرتا ایسے ہی طہارت کا خیال رکھتے ہیں جیسے اسلام کا حکم ہے؟ یا اشیائے خورد و نوش کی اُن چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں جس کی ممانعت اسلام نے کی ہے؟ بد قسمتی سے ایسا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ جو چیز بھی میسر آئی ہڑپ کر لی اور جہاں کہیں بھی موقع ملا معصیت کی طرف بڑھے۔ گو کہ مُسلم سماج کے کرتا دھرتا بھی حلال و حرام میں فرق کئے بغیر خوشی خوشی ہتھیانے کا فریضہ بخوبی نبھا رہے ہیں لیکن طہارت اور عبادات جیسے اُمور کی طرف بہر حال توجہ رہتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب تک مُسلمانوں سے زیادہ غیر مُسلم خصوصاً مغرب کو گھمبیر مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جبکہ مسلم سماج میں یہ مرض درجہ بدرجہ بڑھا، بہت زیادہ اموات نہیں ہوئیں ہیں اور متاثرین کی تعداد بھی کم ہے۔

یہاں پر ہم موذی مرض کوروناوائرس کی شریعی یا اسلامی حیثیت کو متعین نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے کہ اس مرض کے حلال و حرام ہونے کا پہلو زیرِ بحث نہیں ہو گا۔ اس مرض کی وضاحت اس نہج سے کریں گے کہ کیا اسلام نے وبائی امراض کے پھیلاؤ کی صورت میں کوئی تجویز دی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ موذی مرض کے لاحق ہونے کی صورت میں اسلام کا نقطۂ نظر کس پہلو سے واضح ہو گا؟ یہ سوال ہمیں تین اہم

جزئیات واضح کرنے میں مدد فراہم کرے گا:

اول: کوروناوائرس میں مبتلا شخص کی سماجی زندگی کیا ہوگی؟

دوم: کوروناوائرس کے مریض کے ساتھ دیگر افراد کا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟

سوم: کوروناوائرس کے علاج و معالجہ کے لئے کن اِحتیاطی تدابیر کو اختیار کرنا چاہیے؟

یہ تینوں سوالات دراصل وبائی مرض میں مبتلا شخص کی سماجی حیثیت کو متعین کریں گے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات شاہد ہیں کہ آپ ﷺ نے جس طرح زندگی کی دیگر راہیں متعین کی ہیں اُسی طرح موذی مرض میں مبتلا شخص کے ساتھ رویہ کی نشاندہی بھی کی ہے۔

أنه كان في وفد ثقيف رجل مجذوم فارسل اليه النبي ارجع فقد بايعناك۔[15]

ترجمہ: بنو ثقیف کی طرف سے جو وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تھا اس میں ایک مجذوم شخص بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا اب تم لوٹ جاؤ ہم نے تم سے بیعت کرلی، اب رُکنے کی ضرورت نہیں۔

معلوم ہوا کہ اگر اِنسانی جان کی بقاء کا معاملہ درپیش ہو تو بعض اوقات اسلامی شعائر کی انجام دہی میں وقفہ لانا کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ اگر ایک انسان کی وجہ سے پورا محلہ، سماج یا ملک موذی مرض میں مبتلا ہو تو یہ انسانی اقدار اور حیات کے لئے پُرخطر ہے۔ بیماری کا پھیلاؤ دراصل کسی روحانی یا مذہبی عنصر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جہاں کہیں بھی صفائی ستھرائی کا ناقص نظام ہو گا وہاں بیماریوں کا پنپنا عام سی بات ہے۔ بالخصوصیت کے ساتھ اِنسانی معاشروں میں رہن سہن رکھنے والے جانوروں، چرند پرند اور حشراتُ الارض بھی موذی امراض کا سبب بن سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ تصور کرنا کہ ان جیسی بیماریاں عام طور پر عذابِ الٰہی ہیں یا نامہ اعمال میں نقص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں تو یہ معاشرے کی اُن فرسودہ روایات کی عکاسی ہے جس کی شبیہ معاشرے میں صدیوں سے نظر آرہی ہے۔ البتہ مُرورِ زمانہ کے ساتھ بعض ایسے واقعات شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام میں سے بعض کو بیماریوں کے ذریعے سزائیں دی ہیں[16]۔ خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اس قسم کے عذاب کا سامنا کرنا پڑا[17]۔

لہٰذا بحیثیت اِنسان کورونا وائرس میں مبتلا شخص کوئی اچھوت نہیں البتہ احتیاط کی بنیاد پر اُس شخص کے ساتھ میل میلاپ زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں تک رویئے کی بات ہے تو ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ بجا طور پر ایک مریض کو زیادہ سے زیادہ ہمدردی اور شفقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک طرف وہ شخص مرض میں مبتلا ہے اور دوسری طرف لوگوں کا رویہ بھی اجنبی سا ہو گا تو وہ شخص مرض سے لڑنے کی بجائے بہت جلد زندگی کی بازی ہار جائے گا۔ ضروری اِحتیاط کو بروئے کار لاتے ہوئے کورونا وائرس میں مبتلا شخص کے ساتھ مثبت رویہ کا اظہار کیا جاسکتا ہے تاکہ اُس مریض کے اندر مذکورہ وباء سے لڑنے کی قوت پیدا ہو یعنی قوتِ مدافعت کمزور ہونے کے بجائے مزید مستحکم ہوتی ہے۔

کوروناوائرس کے آغاز ہونے سے لے کر اب تک پاکستان کو زیادہ تکلیف دہ اَمر کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے۔ اگرچہ بہت کم تعداد مذکورہ مرض سے متاثر ہوئی ہے لیکن خدشات ضرور ہیں کہ یہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔ ضروری اقدامات کی نشاندہی اور اُن پر عمل ہم سب کیلئے ضروری ہے۔ خاص طور پر تعلیمی اداروں اور مذہبی مقامات پر لوگوں کا جمِ غفیر ہوتا ہے۔ اِحتیاط کا تقاضا ہے کہ اِن مقامات پر باہمی میل میلاپ کو زیادہ

وُسعت نہ دی جائے۔ اگر بعض دِنوں کیلئے مسجدوں، خانقاہوں، امام بار گاہوں اور مذہبی مقامات پر تھوڑی سی ویرانی چھاگئی تو قیامت برپا نہیں ہو گی۔ یہاں انسانوں اور قیمتی جانوں کی بات ہے۔ بے شک ہماری مذہبی حیثیت نہایت ہی مسلم ہے۔ ہم پکے مسلمان ہیں۔(اگر فی الواقعہ ہیں تو) لیکن ہماری مسلمانیت انسانیت سے مبرا نہیں ہے۔ ہم پہلے انسان ہیں پھر اسلام والے ہیں اور اسلام کی شان یہ ہے کہ وہ اِنسانیت کی اہمیت کو سمجھتا ہے[18]۔ لہٰذا محلوں، گلیوں اور سڑکوں پر اور مختلف اداروں میں اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ کہیں یہ وبا پھیل نہ جائے اور ہمارے لئے روگ نہ بن جائے۔

کورونا وائرس کی تشخیص ہوئے یہ دوسرا سال ہے، ابھی تک کامل علاج کی چھان بین جاری ہے۔ ایک آدھ ممالک میں مرض پر قابو پانے کی کوششیں اور اثرات کسی قدر ظاہر ہو رہے ہیں۔ پڑوسی مُلک چین نے کم ترین وقت میں ایک ہزار بستر پر مشتمل اسپتال کی تعمیر[19] سے بتلا دیا کہ موذی مرض کا پھیلاؤ اپنی جگہ لیکن ہم اپنی طرف سے ہار نہ ماننے کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ اب تک کورونا وائرس سے نبرد آزما ہیں اور اُمید یہی ہے کہ چین ہی اِس مرض پر قابو پانے کا اوّلین موجد ہو گا۔ جیسا کہ اِس مرض کا آغاز چین سے ہی ہوا تھا۔ البتہ کورونا وائرس میں مبتلا اور ہلاک شُدہ افراد کی تعداد سب سے زیادہ امریکہ، برازیل اور انڈیا میں ہے[20]۔ یہ وہ آزاد تخمینے اور تجزیئے ہیں جن کے پسِ پردہ جائزہ رپورٹس کارفرما ہیں۔ ابھی تک مسلم دُنیا میں ایران واحد ملک ہے جہاں پر کورونا کے اثرات سب سے زیادہ ہیں۔ میڈیائی رپورٹس کے مطابق اکسٹھ ہزار چار سو بیانو(61492)افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں[21]۔ وطنِ عزیز پاکستان(13717)افراد انتقال کر چکے ہیں جبکہ چھ لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو دس (615810)افراد اِس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔[22]

اب تک ہم مسلم سماج(پاکستان)کے نفسیاتی رُجحان کی جزئیات بیان کر رہے تھے، اب موضوع کی تکمیل کے لئے معاشی رُجحان کی بعض باریکیاں بھی قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ ۲۰۱۹ء کے دسمبر سے لے کر اب تک معیشت کا پہیہ سُست روی کا شکار ہے۔ مکمل جام اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ کسی نہ کسی صورت میں تجارت، لین دین اور خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہے اور یہ صرف اندرونِ ملک چل رہا ہے، البتہ بیرونی دُنیا سے تجارتی روابط منقطع ہیں۔ خاص طور پر معیشت کے کرتا دھرتا سمجھے جانے والے پڑوسی ملک چین سے بھی بر آمدات و درآمدات نہیں ہو پا رہی ہیں۔ اس کی وجہ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا پڑوسی ملک سب سے پہلے اس موذی مرض کا شکار ہوا، ایسی صورتِ حال میں جب وبائی مرض کا زور پکڑ رہا ہو اور تجارتی راہداریاں بھی کھلی رہیں، تو یہ عقل سے ماوراء عمل ہو سکتا تھا۔ ابتداء میں ہی عقلمندی کا مظاہرہ کیا گیا اور باہمی تجارت کو فی الفور معطل کیا گیا۔ اس کے فوائد ہمیں بعد میں نظر آئے، جیسا کہ ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں کورونا وائرس کے اثرات باقی دُنیا سے قریب ایک مہینے بعد پائے گئے۔ اب بھی باقی دُنیا خاص کر مغرب کی نسبت پاکستان کو کورونا وائرس کی شدت کا سامنا نہیں ہے۔ اگرچہ پہلے کی نسبت مریضوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے اور جاں بحق افراد بھی زیادہ ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ملکی نظام بخوبی چل رہا ہے۔ یہ موجودہ حکومت اور پاکستان آرمی کی دیرینہ اور دور اندیشی پر مبنی حکمت عملی ہے جس کی وجہ سے پاکستان ثابت قدمی کے ساتھ موذی مرض کا مقابلہ کر رہا ہے۔

سرِ دست ہمارا موضوعِ سُخن تجارتی و معاشی باریکیاں نہیں ہیں۔ یقیناً اس موضوع پر کوئی ماہر تجارت و معیشت ہی بات کر سکتا ہے۔ ہم بطور مبصر کچھ پیش بندی اور بعض پہلوؤں کو نمایاں کر سکتے ہیں۔ اس مقالہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ سماجیانہ عمل کی عمومی تشریح ہو جائے، بجائے

اس کے کہ ہم ایک ہی پہلو پر زبردست ماہرانہ رائے قائم کرلیں۔ خصوصیت کے ساتھ تجارتی و معاشی اعداد و شمار کی ایک ایسی پٹری قائم کرلیں کہ معیشت و تجارت کا ایک ایک پہلو ازبر ہو جائے، یہ ہماری صلاحیتوں اور قابلیتوں سے ماوراء عمل ہے۔ ہمیں صرف اُسی پہلو پر بات کرنی چاہیے جو ہمارے موضوع سے چغلی نہ کھائے۔ بلاوجہ کی خامہ فرسائی خود کو "عقلِ کل" سمجھنے کی غلطی ہوگی۔ ہم جس جامعہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں وہاں چونکہ تجارت و معیشت جیسے اہم موضوع پر بھی درس و تدریس کا سلسلہ ہے لہٰذا جامعہ ہذا کے عمومی کردار کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ کوروناوائرس کے ضمن میں معیشت پر بھی چند سطور درج کئے جائیں۔

ہمارے پیشِ نگاہ اس وقت ملکی معیشت اُس نہج پر نہیں ہے جیسے کورونا وائرس کے پھیلاؤ سے قبل تھی۔ ظاہر ہے کہ جب صنعت و حرفت پر قدغن لگے اور لوگ اِجتماع کی صورت میں کام نہ کرسکیں تو پھر جامد اور سُست روی جیسی صورت حال کا سامنا خود بخود کرنا پڑے گا۔ ملازمت پیشہ افراد تو اپنی ماہانہ تنخواہ کے سہارے جی رہے ہیں۔ اُن کو کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ لیکن اُن افراد کا سب سے بڑا مسئلہ ہے جو روزانہ کی اُجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہماری نگاہ میں سماج کے چار طبقات ایسے ہیں جو اِس وقت الگ الگ صورت حال کا سامنا کر رہے ہیں:

اول: مزدور طبقہ

اوّلین طبقہ میں بھی دو قسم کے لوگ شامل ہیں:

اوّل: اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں جو روزانہ کی اُجرت پر کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر گارے کا کام کرنے والے، بھٹی میں کام کرنے والے، کینال اور سڑکوں کی کھدائی کرنے والے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ افراد معاشرے کا سب سے مجبور اور لاچار طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر ایک دن بھی ان کو اُجرت نہ ملی تو گھر میں فاقے پڑیں گے۔ بچوں کی لاچاری اور گھر کی یاسگی صاف نظر آئے گی۔ نااُمیدی کا شاخسانہ بھی ہوگا اور بے قراری کی ان دیکھی جھلک بھی، غرض یہ کہ وہ گھرانہ دُکھوں کی آماجگاہ، مصیبتوں کا پڑاؤ اور مسائل کا پٹارہ ہوگا۔ حکومت کو اس پہلو سے سوچنا ہوگا کہ روزانہ کی اُجرت پر کام کرنے والے افراد کب تک اس موذی مرض کی وجہ سے مسائل کے شکار رہیں گے۔ یقینی بات ہے کہ ایک مزدور اگر کوروناوائرس سے نہیں مرا تو بھوک اور فاقہ سے ضرور مرے گا۔

دوم: دوسری قسم اُن مزدوروں کو ہے جو ٹھیکے کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی مکان کی تعمیر کا کام، واٹر کینال کا کام، پانی کی ٹینکی کا ٹھیکہ وغیرہ، اس قسم کے لوگ پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد مطلوبہ رقم حاصل کرپاتے ہیں۔ اگر رقم کے حصول میں کچھ تاخیر ہوئی تو لامحالہ یہ طبقہ بھی مسائل کا شکار ہوگا۔ کوروناوائرس کے پھیلاؤ کے بعد تعمیراتی کاموں کی رفتار دھیمی ہے۔ سماجی فاصلہ اور اسمارٹ لاک ڈاؤن کے ذریعے مذکورہ رفتار کو تیز کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ البتہ سابقہ صورت حال کو اپنے مقام تک لانے کے لئے وقت لگے گا۔

دوم: ملازمت پیشہ افراد

موجودہ صورت حال میں ملازمت پیشہ طبقہ ہی شاید سب سے زیادہ مطمئن دیکھائی دے رہا ہے۔ کیونکہ ہر مہینے کے اختتام پر تنخواہ کی مد میں رقم موصول ہوتی ہے۔ خاص طور پر سرکاری ملازمت سے وابستہ افراد کے لئے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔ لیکن خوف کا سایہ تو منڈلاتا رہے گا کہ اگر خدانخواستہ کوروناوائرس طول پکڑتا ہے تو ملکی معیشت کس کروٹ بیٹھے گی اور ملازمت پیشہ افراد کو تنخواہ کا اجراء کیسے ممکن ہوسکے گا، یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہے گا۔

سوم: چھوٹے کاروبار سے منسلک افراد

یہ طبقہ بھی مزدور طبقہ کی طرح حالات کے رحم و کرم پر ہے۔ دن بھر کی آمدنی پر پورا دارومدار رہے۔ جب کاروبار بند ہو گا، دُکانیں کھلیں گی نہیں تو پھر آمدن کے ذرائع بھی محدود ہوں گے اور لا محالہ اِس کے اثرات سماج میں موجود ہر شخص پر ظاہر ہوں گے۔

چہارم: بڑے کاروبار سے منسلک افراد

ملازمت پیشہ افراد کی طرح شاید یہ طبقہ بھی فی الحال مطمئن دیکھائی دیتا ہے۔ خاص طور پر بڑے بڑے کارخانوں کے مالکان شدید متاثر نہیں ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ ان کی آمدنی کروڑوں، اربوں میں ہوتی ہے۔ اگر کچھ سالوں کے لئے کاروبار رُک بھی گیا تو اِس طبقہ کے لئے کوئی خاص فرق پڑنے والا نہیں ہے۔

معیشت کے تسلسل کے لئے محدود پیمانے پر کام کرنے کی اجازت دینی ہو گی۔ مکمل پابندی سے مزدور طبقہ اور چھوٹے کاروبار سے منسلک افراد شدید متاثر ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ وزیر اعظم پاکستان نے تعمیراتی کاموں اور محدود پیمانے پر کاروبار شروع کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ مستحقین کی دلجوئی کے لئے وزیر اعظم کی طرف سے فی کس بارہ ہزار روپے کی رقم بھی دی جا رہی ہے۔ یہ حکومت کی طرف سے اچھا اقدام ہے۔ بہت زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت افاقہ ہو گا۔ غریب کے گھر میں کم سے کم ایک وقت کی روٹی تو میسر آئے گی۔

خلاصہ کلام:

کوروناوائرس نے جہاں معاشی صورت حال کو شدید متاثر کیا ہے وہی انسانوں کو سماجی طور پر غیر یقینی صورت حال سے دوچار کیا ہے۔ لوگ سماجی عمل کو درست طریقے سے انجام نہیں دے پا رہے ہیں، ایک طرف نفسیاتی عوارض کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف معاشِ کسب کا مسئلہ درپیش ہے۔ ایسی صورت حال میں جب مسلم سماج ہنگامی مسائل کا سامنا کر رہا ہے، خاص طور پر نفسیاتی مسئلہ یقینی خطرہ ہے ایسے میں اُن لوگوں کا کیا ہو گا جن کا انحصار معاشِ کسب پر ہے۔ خاص طور پر کم آمدن والے افراد شب و روز کے اخراجات کیسے پورا کریں گے؟ یہ صورتِ حال ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ بطور خلاصہ یہاں پر دو اُمور کی نشاندہی کی جاتی ہے:

اول: حالات جس نہج پر بھی جائیں اور کتنی ہی مشکل کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، بحیثیتِ قوم ہمارا عزم کمزور نہیں پڑنا چاہیے۔ یہ بھی سچ ہے کہ فقط نعروں اور وعدوں سے لوگوں کو نہیں بہلایا جا سکتا۔ لیکن اس بات کو بھی حقیقت کا خول پہنانا ہو گا کہ قومیں بھوک، پیاس اور مسائل کو جھیل کر ہی تناور درخت بنتی ہیں۔ لہٰذا برداشت اور مسائل کو جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہو گی۔ یہ مشکل وقت زیادہ طویل نہیں ہو گا۔ ہر بُرائی کے بعد اچھائی آ ہی جاتی ہے اور مشکل کے بعد سہل بھی تو ہے، پھر ہمارے ہاں (پاکستان) انسانوں میں قوتِ مدافعت بھی تو مضبوط ہے۔ سخت جان، محنت کش اور زیادہ تر دیسی خوراک استعمال کرنے کی وجہ سے لوگوں میں سہنے کی طاقت بدرجہ اتم موجود ہے۔ یقین ہے کہ پاکستانی سماج کے لوگ دوائی یا ویکسین کے باقاعدہ اجراء ہونے سے قبل ہی اپنی قوتِ مدافعت سے اِس بیماری کو شکست دیں گے۔ جیسا کہ قرائن و شوائد اِس وقت مکمل ہمارے حق میں ہیں اور آگے بھی بہتری کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

یہ تو اخلاقی پہلو تھا جس کی طرف اجمالاً اشارہ کیا گیا۔ چونکہ ہماری سوسائٹی مذہبیات کی پرتُو ہے۔ لوگوں میں مذہب اور دین سے قریب ہونے کا جذبہ موجود ہے۔ ایک سماجی فرد ہونے کے ناطے پاکستان کے ہر شخص کا عمومی فرض ہے کہ جہاں وہ عملیات کی بات کرتا ہوا نظر

آئے وہی اخلاقیات کا درس بھی دیتا رہے۔ اب ذرا عملی پہلو کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

دوم: کوروناوائرس کے پھیلاؤ سے قبل جس طرح شعبۂ زندگی کا ہر رنگ رواں دواں تھا اُسی طرح محدود دائرے میں اور محتاط انداز میں زندگی گزارنے کا عمل جاری رکھا جاسکتا ہے۔ اِس عمل سے معاشیات کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پانے کی کمک مل سکتی ہے۔ محدود پیمانے پر اجازت دینے کا مطلب یہی ہے کہ بابِ معیشت و سماجیات کھلا رہے۔ البتہ لوگوں کو اِس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ اُن کی ذراسی بے اِحتیاطی اِس موذی مرض کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتی ہے۔ حالات خطرناک نہج پر پہنچانے کے بجائے احتیاط، احتیاط اور احتیاط ہی اس مسئلے کا بہترین حل ہے۔ بیوپاری حضرات اور صارفین منہ کو ماسک کے ذریعے ڈھانپ کر، کسی بھی شخص سے مصافحہ کئے بغیر، دو انسانوں کے درمیان فاصلے کا خیال رکھتے ہوئے آزادانہ خرید و فروخت کرسکتے ہیں۔ لیکن یہ عمل محدود پیمانے پر ہونا چاہیے۔ جمِ غفیر اور پُر ہجوم اجتماع یقینی بات ہے کہ کوروناوائرس کے پھیلاؤ کا سبب بنے گا۔ معیشت کا شعبہ آزادانہ سانس ضرور لے لیکن اِنسانوں سے سانس چھین کر معیشت کو زندہ رکھنے کا منصوبہ اِنسانی سماج کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ انسان زندہ ہے تو معاشرہ وجود میں آئے گا اور معاشرے سے ہی چہل پہل اور رونقِ حیات عود کر آتی ہے۔

حوالہ جات

[1]فلورا کار میکل، ”کوروناوائرس: مائیکرو چپ نصب کرنے سے لے کر ڈین این اے میں تبدیلی اور دوسرے بے بنیاد دعوؤں کی حقیقت“، مشمولہ: بی بی سی اُردو، لندن، مورخہ 15 نومبر ۲۰۲۰ء https://www.bbc.com/urdu/science-54948991

- فراز احمد خان، محمد خالد حسین، ”کورونا وائرس ایک عالمی وبا یا کسی کی سازش: حقیقت کیا ہے؟“، مشمولہ: جیو اُردو ویب، مورخہ 23 جون 2020ء، https://urdu.geo.tv/latest/235871-#2

[2]صافی، سلیم، ”کورونا۔ سازش یا حقیقت“، مشمولہ: روزنامہ جنگ، مورخہ: 3 جون 2020ء، ادارتی صفحہ

- غوری، محمد بلال، ”کوروناویکسین میں پوشیدہ طاغوتی سازش“، مشمولہ: روزنامہ جنگ، مورخہ: 14 دسمبر 2020ء، ادارتی صفحہ

[3]پاکستانی نیوز چینلز اور اخبارات کی طرف نظر دوڑانے سے واضح ہوا کہ موذی مرض سے ہوئی اموات وقتِ مقررہ پر دُنیا سے رُخصت ہونے کی نوید تھی۔ لوگوں نے قرار دیا کہ نہ کوئی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی عالمی وباء، بعض لوگ ٹیلی ویژن چینلز سے گفتگو کرتے ہوئے مدعی ہوئے کہ کوروناوائرس مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف سازش ہے۔ (مقالہ کے متن میں اِس جانب اشارہ کیا جاچکا ہے) ایک طرف یہ نقطۂ نظر اور دوسری طرف حقیقت پر مبنی مشاہدات کہ جس میں دُنیا کی اقوام چیخ چیخ کر دُہائیاں دے رہی ہیں کہ ”کوروناوائرس“ جیسا موذی مرض موجود ہے اور انسانیت کے لئے سخت قسم کی بیماری کا سامنا ہے۔ امریکی، برطانوی، مشرقِ وسطیٰ اور عرب ممالک کے سربراہان اور اُن سے وابستہ اداروں نے بھی تنبیہات جاری کیں اور موذی مرض کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے احتیاطی تدابیر تجویز کیں۔ خاص طور پر عالمی امن و امنیت کے داعی ادارہ ”اقوام متحدہ“ نے وقفے وقفے سے ہدایات جاری کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ بحوالہ: اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے ڈبلیو ایچ او کی ویب سائٹ:

- https://www.who.int/emergencies/diseases/novel-coronavirus, retrieved on 2019

[4]سجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعت، سُننِ ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، رقم الحدیث: 3855، دار الرسالۃ العالمیۃ، مصر، البطعۃ الاولیٰ، 1430ھ، بمطابق 2009ء

[5]مرزا، ہارون نعیم، راچڈیل، ”دُنیا کی بنیادیں ہلا دینے والی عالمی وبائیں“، مشمولہ: روزنامہ جنگ، مورخہ: 20 مارچ 2020ء، ادارتی صفحہ

- ساگر سہندڑو، ”عالمی وبا کیا ہے، اس کا اعلان کیوں ہوتا ہے، دنیا نے کتنی وباؤں کا سامنا کیا؟“، ڈان نیوز ٹی وی، مورخہ: 12 مارچ 2020ء
- ڈین جونز، ”دُنیا کو بدلنے والی وبائیں“، مشمولہ: روزنامہ دُنیا، مورخہ: 30 اکتوبر 2019ء،

[6]اس سلسلے میں پاکستان کے جید علمائے کرام اور مبلغانِ دین نے اپنی ویڈیو کلپس اور پیغامات کے ذریعے باور کرایا کہ موذی مرض کوروناوائرس کا وجود ہے، دُنیا میں لوگ مر رہے ہیں اور سخت حالات کا سامنا کر رہے ہیں، خصوصیت کے ساتھ مولانا طارق جمیل نے قبل ازیں اس مرض کو خدائی آفت قرار دیا تھا اور اس مرض سے لڑنے کے بجائے علاج اور عاجزی اختیار کرنے کا مشورہ دیا تھا(اے آر وائی نیوز چینل، مورخہ 23اپریل2020ء،)بعد ازاں طارق جمیل خود کوروناوائرس میں مبتلا ہوگئے اور صحت یابی کے بعد ایک ویڈیو پیغام جو اُن کے آفیشل سوشل میڈیا اکاؤنٹ میں اپ لوڈ تھا، میں اُنہوں نے سابقہ موقف سے رجوع کرتے ہوئے کہا کہ کوروناوائرس ایک آفت ہے، بلا ہے، تمام تر احتیاطی تدابیر کو بروئے کار لاتے ہوئے ماسک پہنیں اور چھ فٹ کا فاصلہ رکھیں۔

- https://www.ajofficialpk.com/retrived on 24 December 2020
- https://www.facebook.com/aljameelpk/retrived on 24 December 2020
- https://www.twitter.com/aljameelpk/retrived on 24 December 2020
- https://www.youtube.com/c/ALHOfficial/retrived on 24 December 2020

[7]أَفَلا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ .... القرآن، سورہ نساء، آیت82

[8]جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ امریکہ سمیت دُنیا کی بڑی طاقتیں اِس موذی مرض کے سامنے بے بس نظر آئیں۔ سماجی فاصلہ سمیت ہر ممکنہ اقدام کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جس کے ذریعے کوروناوائرس کو کم سے کم کیا جاسکے۔ شہر کے شہر بند ہوئے اور بین الاقوامی سفری معاملات بھی منقطع کر دیئے گئے۔ ویکسین سمیت ضروری اقدامات بروئے کار لانے کا عمل واضح نظر آیا۔ لیکن اس کے باوجود جہاں مریضوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ دیکھنے میں آیا وہی اموات کی تعداد بھی تشویشناک حد تک بڑھی۔

[9]ریئلٹی چیک ٹیم، مشمولہ: بی بی سی نیوز، ''کوروناوائرس: بیماری سے بچاؤ اور علاج کے وہ چھ جعلی مشورے جنہیں آپ کو نظر انداز کرنا چاہیے''، 10مارچ2020ء

[10]''...... أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ عَلَى اللهِ وَلَا فَخْرَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.'' (الترمذي في السنن، كتاب : المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، باب : في فضل النبي صلى الله عليه وآله وسلم، 5/587، الرقم:3616) ''سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔ میں اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ عزت والا ہوں لیکن مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔''

[11]لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الأَفْلَاکَ، اگر آپ کو خلق نہ کرتا تو یہ کائنات خلق نہ ہوتی(آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج1، ص51)

[12]عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا ؟ قَالَ: أَجَلْ، إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ، قُلْتُ: ذَالِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ ؟ قَالَ: أَجَلْ، ذَالِكَ كَذَالِكَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو تو بہت شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے اِتنا بخار ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ! کیا) اِسی وجہ سے آپ کے لیے دوگنا اجر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میرا معاملہ ایسا ہی ہے لیکن کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اُسے کانٹا چبھنے کی تکلیف یا اُس سے زیادہ کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں اُس کے گناہ جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے خشک پتے جھاڑ دیتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاول فالاول، ج5، ص2139، رقم الحدیث5324)

[13]النیشاپوری، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، رقم الحدیث223، الالبانی، صحیح الجامع، رقم الحدیث3957، دارِ طیبہ الریاض

[14]حدیث پیغمبر ﷺ سے متعلق ترتیب دی گئیں کتابیں اِس سلسلے میں مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں، خصوصیت کے ساتھ منابع اولی کی کتب میں ترتیب کے ساتھ بابِ طہارت کا ذکر موجود ہے، جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ میں باب طہارت کے عنوان سے باقاعدہ ابواب ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اسی

طرح اہل تشیع کے ہاں معروف و معتبر کتابیں، اُصول کافی، من لایحضرہ الفقیہ، الاستبصار فیما التخلف من الاخبار، تہذیب الاحکام وغیرہ میں بھی طہارت سے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔

[15] محولہ بالا، صحیح مسلم، باب: اجتناب المجذوم ونحوہ، رقم الحدیث 2231

[16] وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَونَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّن الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ (سورہ اعراف 7، آیت 130) اور ہم نے فرعونیوں کو قحط اور پھلوں کی پیداوار کی کمی میں گرفتار کیا کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔

[17] فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلاَتٍ فَاسْتَكْبَرُواْ وَكَانُواْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ (سورہ اعراف 7، آیت 133) پھر ہم نے بھیجا ان پر عذاب، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈکوں اور خون (کی صورت میں) یہ کھلی ہوئی نشانیاں تھیں مگر وہ پھر بھی تکبر اور سرکشی ہی کرتے رہے اور وہ بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔

[18] مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ (سورہ مائدہ، 5، آیت 32) جس شخص نے کسی دوسرے کو علاوہ جان کے بدلہ یا زمین میں فساد بپا کرنے کی غرض سے قتل کیا تو اس نے گویا سب لوگوں کو ہی مار ڈالا اور جس نے کسی کو (قتل ناحق سے) بچالیا تو وہ گویا سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوا۔

[19] ویب ڈیسک، بی بی سی اُردو، ڈان نیوز، مورخہ 3 فروری 2020ء

[20] کوروناوائرس: "دنیا بھر میں کووڈ 19 سے ہلاکتوں کی تعداد 10 لاکھ سے بڑھ گئی، فوراً تشخیص کرنے والا ٹیسٹ تیار"، مورخہ 29 ستمبر 2020ء

[21] https://www.worldometers.info/coronavirus/country/iran/retrived on March, 18, 2021

[22] https://www.worldometers.info/coronavirus/country/pakistan/retrived on March, 18, 2021